



# The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

University College of Agriculture & Environmental Sciences

Email: [agriculture@iub.edu.pk](mailto:agriculture@iub.edu.pk), Ph: 062-9255531, Fax: 062-9250232

<b>Course:</b>	<b>IS-302 ISALMIC STUDIES 2(2-0)</b>
<b>Class:</b>	B.S. (Hons.) Environmental Sciences
<b>Semester:</b>	2 <sup>nd</sup> Spring-2020
<b>Instructor:</b>	Mr. Muhammad Tariq
<b>Class Room:</b>	University College of Agriculture & Environmental Sciences
<b>Class days and timings:</b>	Theory: Wednesday 12:10-01-00 PM Thursday 10:20-11:10 AM
<b>Contact No.</b>	<u>0341-4507312</u>

## **Course Objective:**

- 1) To provide basic information about Islamic studies.
- 2) To enhance understanding of the students regarding Islamic Civilization.
- 3) To improve students skill to perform prayers and other worships.
- 4) To enhance the skill of the students for understanding the issues related to faith and religious life.

## **Detail of Course:**

### **Introduction to Quranic Studies:**

- 1) Basic Concept of Quran.
- 2) History of Quran.
- 3) Uloom-Ul-Quran.

### **Study of Selected Text of Holly Quran:**

- 1) Verses of Surah Al-Baqra related to Faith (Verses No. 284-286).
- 2) Verses of Surah Al-Hujrat related to Adab Al-Nabi (Verses No. 1-18).
- 3) Verses of Surah Al-Mumanoon related to Characteristics of Faithful (Verses No. 1-11).
- 4) Verses of Surah Al-Furqan related to Social Ethics (Verses No. 63-77).
- 5) Verses of Surah Al-Inam related to Ihkam (Verses No. 152-154).

### **Study of Selected Text of Holly Quran:**

- 1) Verses of Surah Al-Ihzab related to Adab Al-Nabi (Verses No. 6, 21, 40, 56, 57, 58.).
- 2) Verses of Surah Al-Hashar (18, 19, 20.) related to thinking, Day of Judgment.
- 3) Verses of Surah Al-Saff related to Tafakar and Tadabur (Verses No. 1-14).

**Seerat of Holy Prophet (PBUH) :**

- 1) Life of Muhammad Bin Abdullah (Before Prophet Hood).
- 2) Life of Holy Prophet (PBUH) in Mecca.
- 3) Important Lesson derived from the life of Holy Prophet (PBUH) in Mecca.

**Testing and Grading:**

- 1) Learning will be accomplished through lectures, class exercises, and student participation in classroom discussion and presentations.
- 2) Grading will tend to focus on your overall performance rather than one or two aspects. A midterm exam and a comprehensive final examination will be given.
- 3) Another portion of the course grade will include the discussion/attendance grade, quizzes, and/or other assignments.
- 4) The mid-term examination will be graded for 30% marks and final examination will have a weightage of 50% marks. 20% marks are allocated as sessional. These will be awarded on the basis of attendance, class and practical participation, quizzes, presentations and conduct during the semester etc.
- 5) Attendance in the classes is compulsory as per university rules. Students not meeting the required attendance will not be allowed to take the final examination.
- 6) Test questions may be taken from textbook readings, additional material discussed in class, questions/ answers covered in the class and practical and/or other assigned readings.

**Please Note:**

In the unlikely event of an unplanned absence by the instructor, the material to have been covered during that class meeting will be shifted to the next meeting. If a test was scheduled for that class meeting, the test will be given during the next class meeting. In the event of any necessary planned absences, information on schedule changes will be provided in advance.

**Appointment with Instructor:**

Instructor will be available for meeting the class students immediately after each class, and/ or in the office by appointment made in advance.

وحی: ہر جاندار مخلوق میں یہ فطری طور پر داخل ہے کہ وہ بغیر سیکھے کچھ کام کرتا ہے ایسے علم کو علم فطرت کہتے ہیں لیکن انسانوں کے لئے علم فطرت کے علاوہ ہدایت و رشد کا ذریعہ وحی الہی ہے۔ لغت میں وحی کے معنی تیزی سے اشارہ کرنا، چپکے چپکے بات کرنا، دل میں ڈالنا اور پیغام دینا وغیرہ کے ہیں۔ لیکن اصطلاح شریعت میں وحی سے مراد خاص غیبی طریقہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کسی نبی تک کوئی پیغام یا بات پہنچاتا ہے۔ لفظ وحی قرآن مجید میں گیارہ مختلف مقامات پر اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو زبان اور کان کی مدد کے بغیر کسی تک پہنچا ہو۔ ایسے پیغام کو وحی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ . (النحل ۶۸)

ترجمہ: ”تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔“

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ (القصص: ۷)

ترجمہ: ”اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں بات ڈال دی کہ وہ اس کو دودھ پلائے۔“

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ . (النساء: ۱۶۳)

ترجمہ: ”اے محمد ﷺ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جس طرح ہم نے نوح علیہ

السلام اور دوسرے نبیوں کی طرف جو ان کے بعد ہوئے بھیجی۔“

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور

یعقوب علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام

کی طرف وحی کی اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی تھی ان تمام انبیاء کرام پر مراد کلام الہی کی وحی

ہے۔ جس کے مخاطب انبیاء کرام ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوئی۔



## وحی کی اقسام

۱۔ وحی متلو ۲۔ وحی غیر متلو

۱۔ وحی متلو

وہ وحی ہے جسے جبرائیل امین لے کر نازل ہوئے۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی جانب سے نازل ہوئے۔ یعنی قرآن مجید، اس کی تلاوت امت پر فرض ہے۔ وحی متلو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ تو اتر روایت سے ثابت ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ (النجم ۳۔ ۴)

ترجمہ: ”اور نہ آپ ﷺ نے اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں بلکہ (ان کا ارشاد میری) وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔“

۲۔ وحی غیر متلو

وہ وحی ہے جو براہ راست حضور اکرم ﷺ پر مفہوم کی شکل میں آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوئی اور آپ نے اپنے الفاظ میں اس کی تعبیر فرمائی۔ اس وحی کا دوسرا نام حدیث مبارک بھی ہے۔ اس وحی کی تلاوت عام امت پر فرض نہیں۔ اس لئے اس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں اس کو حسب ضرورت پڑھا جاتا ہے نزول وحی کی مختلف صورتیں:

۱۔ القاء ۲۔ سچے خواب

۳۔ فرشتے کا انسانی صورت میں آنا ۴۔ پس پردہ گفتگو

۵۔ فرشتے کا اپنی اصلی صورت میں آنا ۶۔ گھنٹی کی آواز

۱۔ القاء

قرآن میں اللہ سے ہم کلامی کی صورتیں یہ ہیں:

وَمَا كُنَّا لِنُبَشِّرَ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَخْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ

يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِي بِأَذْنِهِ مَا يَشَاءُ (شوری: ۵۱)

ترجمہ: ”کسی انسان کے شایان شان نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے مگر (الہام کے ذریعے) وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے یا قاصد کو بھیجے وہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی بھیجے۔“

۲۔ سچے خواب

انبیاء کرام کے خواب امر الہی ہوتے ہیں جیسا کہ سورۃ الصفہ میں حضرت ابراہیم علیہ



السلام کے متعلق ہے:

قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى (الصف: ۱۰۲)

ترجمہ: ”بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر تیری کیا رائے ہے۔“

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا:

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ

الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ (الصف: ۱۰۲ تا ۱۰۵)

ترجمہ: ”ابا حضور آپ وہ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں

گے۔ آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اس (ابراہیم) نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے

ندادی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں)

آیات بالا میں خواب کو امر ربی یعنی اللہ کا حکم قرار دیا گیا ہے۔

### ۳۔ فرشتے کا انسانی صورت میں آنا:

وحی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ کبھی کبھی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام انسانی شکل میں بھی

تشریف لایا کرتے تھے۔ اکثر حضرت وحیہ کلبی صحابی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

### ۴۔ پس پردہ گفتگو:

یہ وحی کی وہ شکل ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتہ حضرت جبرائیل کے توسط کے بغیر

نبی سے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر اور آنحضرت ﷺ

سے شب معراج پر براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

### ۵۔ گھنٹی کی آواز:

کبھی کبھار وحی گھنٹی کی صورت میں نازل ہوئی۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت

عائشہ سے نقل کیا گیا ہے۔ گھنٹی کی آواز کی مانند ہوتی۔ جس سے حضور پیغام وصول کر لیتے اس کی مثال

جدید دور کے ٹیلی گراف کی آواز ہے۔

صحابہ کرام کا بیان ہے کہ گھنٹی کی آواز کی صورت میں وحی کا نزول اس قدر بھاری ہوتا تھا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک بہت بوجھل ہو جاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری

بوجھ سے بیٹھ جاتی۔ سخت سردی کے موسم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آ جاتا تھا۔



## فرشتے کا اصل صورت میں آنا:

۶۔

یہ وحی کی اعلیٰ ترین صورت ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام اللہ کا کلام لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اصل شکل میں حاضر ہوئے۔ ایسا دو مرتبہ ہوا کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا تھا۔ یہ احادیث نبوی میں موجود ہے۔

## الہام

مخفی طریقہ پیغام کے لئے ایک اور لفظ الہام استعمال ہوتا ہے۔ الہام کا لغوی معنی دل میں کوئی بات ڈال دینا ہے۔ فکر و سوچ پیدا کرنے اور فطرت میں کوئی چیز ودیعت کرنا بھی الہام میں داخل ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔

فَالْهَمَّهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (الشمس: ۸)

ترجمہ: ”پس اس نے اس نفس انسان کو نیکی اور بدی سمجھا دیا۔“

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ (سورة قصص: 7)

ترجمہ: ”اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلاؤ۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے الہام نازل ہوا ہے۔ مثلاً نمازوں کا طریقہ، ان کی تعداد، رکعتوں کی تعداد، حج، روزہ اور دیگر احکامات وغیرہ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (سورة نجم: 3-4)

ترجمہ: ”نبی اپنی طرف سے اس وقت تک کوئی بات نہیں کرتا جب تک کہ اس کی طرف وحی نہ کی جائے۔“

## وحی اور الہام میں فرق:

لغوی طور پر وحی اور الہام کا ایک ہی مفہوم ہے لیکن شرعی اصطلاح میں دونوں میں فرق ہے۔ وحی کا لفظ صرف نبی پر نازل ہونے والے پیغام کے لئے مخصوص ہے اور الہام عمومی ہے کسی بھی انسان کو اللہ کر دیتا ہے۔ وحی کی اتباع ضروری ہے جبکہ الہام کے لئے ایسا نہیں۔

## نزول قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام/کلام ہے جو آنحضور ﷺ پر نازل ہوا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ پر وحی کی ابتداء رویا صادقہ (سچے خوابوں) سے ہوئی۔ آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح حقیقت پر مبنی ہوتا۔ (فتح الباری)



پھر آپ کی طبیعت رفتہ رفتہ خلوت اور تنہائی کی طرف مائل ہوتی گئی۔ اور آپ ﷺ غار حرا میں جا کر خلوت فرماتے اور کئی کئی راتیں تفکر و تدبر عبادت و بندگی میں گزر جاتیں۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ جب آپ کی عمر مبارک ۴۰ سال کو پہنچی آپ حسب معمول غار حرا میں تشریف فرما عبادت الہی میں مصروف تھے کہ دفعۃً ایک فرشتہ جبل غار حرا کے اندر آیا اور آپ سے کہا ”اقراء“ پڑھئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **ما انا بقاری** (میں پڑھ نہیں سکتا) اور ایسا تین مرتبہ ہوا۔ اس پر فرشتے نے آپ کو بغل گیر کر کے زور سے دبایا۔ چوتھی بار فرشتے نے آپ ﷺ کو سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور پھر پڑھنے کو کہا اور پھر خود سورۃ علق کی یہ ابتدائی ۵ آیات پڑھیں:

رَأٰ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (العلق: ۱ تا ۵)

ترجمہ: ”اپنے اس پروردگار کے نام سے پڑھئے، جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لٹھڑے سے، پڑھئے اور آپ کا پروردگار سب سے بزرگ ہے۔ جس نے قلم کذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے معلوم نہ تھا۔“

رسول اکرم ﷺ اس پیغام ربانی کو لے کر گھر پہنچے۔ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: ”**زملونی**“ (مجھے کبل اوڑھاؤ، مجھے کبل اوڑھاؤ) جب ذرا سکول ہوا تو آپ نے تمام ماجرا حضرت

خدیجہؓ کو سناتے ہوئے فرمایا: ”**لقد خشیت علی نفسی**“ (مجھے اپنی جان کا ڈر ہے) (بخاری شریف کتاب الوجہ ۳) حضرت خدیجہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل جو عیسائیت کے بہت بڑے عالم تھے کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے تمام واقعہ سن کر کہا یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم گھر سے نکال دے گی تو میں آپ کی مدد کرتا۔ آپ نے پوچھا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ تو ورقہ نے کہا ”ہاں جو بھی یہ پیغام لے کر آتا ہے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے“ صحیح بخاری

پہلی وجہ کے نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ وحی رک گئی۔ اس عرصہ کو ”فترۃ الوجہ“ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔



## جمع وتدوین قرآن

جمع وتدوین کے ادوار:

پہلا دور عہد رسالت:

۱۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے حضور ﷺ کا عہد مبارک ہے یہ وہ زمانہ ہے جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا اور جتنا نازل ہوتا تھا آپ ﷺ اس کی حفاظت کا اہتمام دو طرح سے فرماتے:

۱۔ کتابت (لکھنا)

۲۔ حفظ (زبانی یاد کرنا)

کتابت:

۱۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں کتابت وحی کا اس قدر اہتمام تھا کہ جس موقع اور حالت میں قرآن نازل ہوا فوراً اس کو لکھ لیا جاتا۔ اس غرض سے کھجور کے چوڑے پتوں، پتھروں اونٹ کے شانے کی ہڈیوں اور چمڑا وغیرہ سے کام لیا جاتا تھا۔ کتابت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اس دور میں ایک دو کاتبین وحی ہی نہیں بلکہ کئی ایسے افراد کا ذکر ملتا ہے جنہیں کتابت وحی کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعض نے یہ تعداد ۶ لکھی ہے۔ بعض نے ۴۲ لکھی ہے انہی کو کاتبین وحی کہا جاتا ہے۔ ان میں چند صحابہ کرام کے نام یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت خالد بن سعیدؓ، حضرت حنظلہ بن ربیعؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عامر بن مہرہؓ، حضرت عبداللہ بن ارقمؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت عبداللہ بن ابی سرحؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ۔

نزول قرآن کے وقت ان کاتبین میں سے جو بھی موجود ہوتا اس کو بلا کر قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا اس کو لکھوا کر بعد ازاں مسجد نبوی کے اندر رکھے ہوئے صندوق میں رکھوا دیتے تھے مکہ والا بھی محفوظ تھا۔

حفظ (زبانی یاد کرنے سے)

۲۔ آپ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے لکھوانے کے ساتھ خود یاد کر لیتے اور اصحابہ کرام کو بھی یاد کروادیا کرتے۔ عربوں کا حافظہ اس وقت اپنی مثال آپ تھا۔ وہ جو بات ایک بار سن لیتے اسے ہمیشہ یاد رکھتے۔ انہیں اپنے شجرہ ہائے نسب ہی نہیں بلکہ جانوروں کے نسب نامے بھی یاد رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے قرآن کی حفاظت کے لئے حفظ و کتابت دونوں طریقے اپنائے۔



## حفاظت و جمع تدوین قرآن کا دوسرا دور

(Second Period)

(Reign of 1st Caliph)

(عہد صدیقی)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ ہوئی جس میں بارہ سو (۱۲۰۰) صحابہ شہید ہوئے۔ جن میں ۷۰۰ قرآن جاننے والے اور ۷۰ حفاظ قرآن تھے۔ حضرت عمرؓ نے اصرار سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس طرح قرآن ضبط تحریر میں لانے کے لئے کہا۔ تاکہ ایک کتاب کی صورت ہو جائے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے دیگر صحابہ سے مل کر اس کو مکمل کیا۔ یہ صحیفہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس پھر ان کی وفات کے بعد آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔

(Reign of Third Caliph)

تیسرا دور خلافت عثمانی

حضرت عثمانؓ کو اس لحاظ سے جامع القرآن کہتے ہیں کہ انہوں نے امت کو کتابی صورت میں ایک قرات پر جمع کیا۔ قریش کی قرات کو اور کتابت کو نافذ کرایا۔ جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ زیادہ فتوحات کی وجہ سے بعض عجمی قرآن مجید کو اور طرح سے پڑھنے لگے تو حضرت حذیفہؓ بن یمان نے حضرت عثمانؓ کو اختلاف قرات کا بتایا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن حارث اور حضرت سعیدؓ بن عاص چاروں سے کہا کہ قرآن قریش کی قرات کے مطابق لکھیں۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے حضرت ابو بکر والا نسخہ منگوا یا۔ اس کی نقول کروا کر سب ملکوں میں روانہ کیں اور حکم جاری کر دیا کہ اس کے سواء جو صحیفہ یا نسخہ ملے اس کو جلا دیا جائے اور صرف اس صحیفہ کی نقل کی جائے۔ اس لحاظ سے حضرت عثمانؓ غنیؓ نے پوری امت کو ایک قرات پر جمع کیا۔ آج تک لوگ حضرت عثمانؓ کی قرات پر قائم ہیں۔

چوتھا اور پانچواں دور (اعراب اور رموز اوقاف کا دور)

چوتھا اور پانچواں دور اعراب اور نقطے وغیرہ کے متعلق ہے۔ حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تھا۔ اس نے تو برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ یہ اس کا بڑا کارنامہ ہے اسی طرح بعض روایات کے مطابق اس نے قرآن مجید کے اعراب اور نقطے وغیرہ لگائے۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے شاگرد ابوالاسود نے اعراب لگوائے۔ بعض کے نزدیک یہ خدمت خلیل بن احمد نحوی کی ہے۔

قرآن مجید ہر لحاظ سے محفوظ و مامون ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

محبت و شفقت اور اخوت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ جس سے دنیا انسانیت میں امن و آشتی کی فضا قائم ہوتی ہے۔

## ﴿شُرک﴾

شُرک کا لغوی مفہوم:

لفظ شُرک کا مادہ ش، ر، ک ہے۔ یہ شُرک یشُرک شُرک سے ثلاثی مجرد باب فَعِلَ یَفْعَلُ (سَمِعَ یَسْمَعُ) کا مصدر ہے اس کا معنی ہے حصہ، حصہ دار ہونا۔

شُرک کا اصطلاحی مفہوم:

خدا کی ذات یا صفات، یا حقوق یا اختیارات میں یعنی خدا کی خدائی میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا۔ شُرک کرنے والا مشرک کہلاتا ہے۔ مشرک بظاہر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کر کے تمام اختیارات ان کے سپرد کر دیتا ہے۔ بتوں کی، خیالی ہستیوں کی غلط نظریات اور تصورات کی وہ ایسی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے جیسی خداوند تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ یہ خدا کے شریک اس کے بزرگوں کے یا خود اس کے اپنے گھڑے ہوئے ہیں۔ کافر کی طرح وہ بھی درحقیقت ہدایت الہی کا انکار کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ آخری اہمیت اس کے نزدیک اللہ کی نہیں۔ غیر اللہ کی ہے تو وہ مشرک ہے۔ خواہ وہ بظاہر اللہ کو تسلیم کرتا ہے اور چند عبادات کرتا ہے۔ کافر کی طرح مشرک کی بھی خیر نہیں ہے اور اس کا ٹھکانا بھی دوزخ ہوگا۔ کفر کے مقابلہ میں شُرک ایک چھپی ہوئی چیز ہے۔ اس لیے نقصانات سے بچنے کے لئے اس کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے۔



## ﴿شُرک کی اقسام﴾

شُرک کی کئی اقسام اور صورتیں ہیں:-

۱۔ **شُرک فی الذات:** ذات میں شُرک یہ ہے کہ جو ہر الوہیت (اللہ تعالیٰ کی ذات) میں کسی کو حصہ دار قرار دیا جائے مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث، مشرکین عرب کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا، مجوسی یا پارسیوں کا نیکی اور بدی کے دوا لگ الگ خدا ماننا، جنہیں وہ یزدان اور اہرمین کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں تو خداؤں کی تعداد لاکھوں کروڑوں تک جا پہنچی ہے۔ اور دوسرے مشرکین کا اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کو اور اپنے شاہی خاندانوں کو خداؤں کی جنس قرار دینا۔ یہ سارے نظریات غلط اور باطل ہیں اور یہ سب شُرک فی الذات ہیں۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے:-

”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ“ (الشوریٰ-۱۱) (کہ اُس جیسا کوئی نہیں ہے)

۲۔ **شُرک فی الصفات:** صفات میں شُرک یہ ہے کہ خدا کی صفات جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ ویسا ہی اُن کو یا ان میں سے کسی صفت کو کسی دوسرے کے لیے قرار دینا ان میں غیر اللہ کو شریک کرنا، شُرک ہے خواہ وہ غیر اللہ انسان ہو، زندہ یا مردہ، جن ہو، فرشتے ہوں تخیلاتی ہستی ہو یا تصوراتی اور نظریاتی، مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی ساری حقیقتیں روشن ہیں، یا وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے یا وہ تمام نقائص اور کمزوریوں سے منزہ اور بالکل بے خطا ہے۔

پھر اس دوسری قسم (شُرک فی الصفات) کی کئی شکلیں ہیں:

(الف) **شُرک فی العلم:** علم کی وہ صفت جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، اس میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا شُرک ہے۔ جیسے کسی ولی، شہید، امام پیر یا بزرگ کے متعلق یہ یقین کرنا کہ وہ بھی غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ بھی کائنات میں ذرہ ذرہ سے باخبر ہے۔ یہ سب شُرک ہے۔ ارشاد الہی ہے:

”وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ“ (الانعام-۵۹)

(اور غیب کی کنجیاں تو اُس کے پاس ہیں، اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا)

”لَهُ مُقَالِدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (الشوریٰ-۱۲) (آسمانوں اور زمین کا چابیاں تو صرف اس کے پاس ہیں)

حتیٰ کہ نبی بھی مطلق علم غیب نہیں جانتا چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ“ (الانعام-۵۰)

(اے نبی ﷺ کہو میں یہ نہیں کہتا تمہارے لیے اللہ کے خزانے میں اور نہ ہی میں علم غیب جانتا ہوں)

(ب) **شُرک فی القدرت:** اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر قدرت حاصل ہے۔ اس کے متعلق سمجھنا کہ وہ کسی غیر اللہ، ولی، شہید، امام یا بزرگ کو بھی حاصل ہے۔ یہ بھی شُرک ہے۔ مثلاً یہ سمجھنا کہ فلاں بزرگ مردہ زندہ کر سکتا ہے، وہ بھی اولاد دے سکتا ہے، رزق میں اضافہ کر سکتا ہے، نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ وہ بھی لوگوں کی دعائیں سنتا



ہے، وہ بھی لوگوں کے گناہ بخشوا سکتا ہے۔ ان تمام امور کو ماننا شرک فی قدرت میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ تمام کام اللہ کی قدرت کے علاوہ کسی اور کی قدرت میں نہیں ہیں۔ درج ذیل ارشادات الہی پر غور فرمائیں:-  
 ”تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (الملک-۱) (بابرکت ہو وہ جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

”يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لِيَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاءً ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيماً ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ“ (الشوریٰ-۵۰)  
 (اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جیسے چاہتا ہے بیٹیاں ہی بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بیٹے عطا کر دیتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی علیم بھی ہے اور قدیر بھی)

”إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْأَلُهمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوهُ مِنْهُ ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوبِ“ (الحج-۷۳)  
 (جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ ایک کبھی تک کو پیدا نہیں کر سکتے خواہ وہ سارے مل کر کوشش کریں)  
 (پیدا کرنا تو درکنار) اگر کبھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے چھڑا تک نہیں سکتے (خدا کے علاوہ دوسروں سے) مانگنے والا کمزور ہے اور جس سے مانگا جا رہا وہ بھی کمزور ہے)

”يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ“ (الشوریٰ-۱۲)

(وہی رزق میں اضافہ کرتا ہے، جس کے لیے چاہتا ہے)

”وَأَنْ يَمْسَكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَافٍ لَهُ إِلَّا هُوَ“ (الانعام-۱۷)

(اور اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں بچا سکتا)

”وَأَنْ يُرْذِكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ“ (یونس-۱۰۷)

(اور اگر وہی تمہیں بھلائی عطا کرنا چاہے تو کوئی دوسرا اُسے روک نہیں سکتا)

”لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ“ (الرعد-۱۳)

(اُسی کو پکارنا برحق ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں، اللہ کو چھوڑ کر، یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ ان کی

دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں)

”لَا يَمْلِكُونَ لَأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا“ (الفرقان-۳)

(یہ دوسری ہستیاں تو خود اپنے لیے بھی کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں)

”مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ“ (البقرة-۲۵۵)

(کسی کی مجال ہے جو اُس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکتے)



”وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ“ (الرعد-۴۱)

(اور اللہ حکمرانی کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں)

(ج) شرک فی الحاکمیت (اختیارات میں شرک): اپنے بندوں پر حکم چلانا اور قانون نافذ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ اگر کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص یا اشخاص بھی یہ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی حکم نافذ کر سکتے ہیں۔ تو وہ شرک فی الحاکمیت یا اختیارات میں شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ کو یا حکم کو نماز کے برابر درجہ دینا، یا کسی حاکم کے ایسے قانون کو تسلیم کرنا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

نیز حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرنا اور انسانی زندگی کے لیے قانون و شرع تجویز کرنا۔ یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لیے تسلیم کرنا شرک ہے۔

”لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ“ (الاعراف-۵۴)

(مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلے گا)

”وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ“ (آل عمران-۸۵)

(اور جو کوئی اللہ کی اطاعت کے علاوہ کوئی اور نظام زندگی اختیار کرنا چاہے۔ اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ ہوگا)

اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔)

”وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ“ (بنی اسرائیل-۱۱۱)

(نہ کوئی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ وہ عاجز ہے کہ اس کا کوئی پشتیبان ہو)

۳۔ شرک فی الحقوق: حقوق میں شرک یہ ہے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر خدا کے جو مخصوص حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی حق خدا کے سوا کسی اور کے لیے مانا جائے۔ مثلاً رکوع و سجود دست بستہ قیام، سلامی و آستانہ بوسی، شکر نعمت یا اعتراف برتری کے لیے نذر و نیاز اور قربانی، قضائے حاجات اور رفع مشکلات کے لیے، مصائب و مشکلات میں مدد کے لیے پکارا جانا اور ایسی ہی پرستش و تعظیم و تمجید کی دوسری تمام صورتیں اللہ کے مخصوص حقوق میں سے ہیں، اسی طرح ایسا محبوب ہونا کہ اس کی محبت پر دوسری تمام محبتیں قربان کی جائیں، اور ایسا مستحق تقویٰ و خشیت ہونا کہ غیب و شہادت میں اس کی ناراضی اور اس کے حکم کی خلاف ورزی سے ڈرا جائے، یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے۔ اور یہ بھی اللہ ہی کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے، اور اس کی ہدایت کو صحیح اور غلط کا معیار مانا جائے، اور کسی ایسی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں نہ ڈالا جائے جو اللہ کی اطاعت سے آزاد ایک مستقل اطاعت ہو اور جس کے حکم کے لیے اللہ کے حکم کی سند نہ ہو۔ ان میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائے گا، وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا۔ خواہ اس کو خدائی ناموں میں کوئی نام دیا جائے یا نہ دیا جائے (تفہیم القرآن از امولانا مودودی)

”قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّیْکُمْ مِنْهَا“ (الانعام-۶۴)

(کہو اللہ ہی تمہیں نجات دلاتا ہے)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور دوسرا شخص اسی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ حضور ﷺ نے فرمایا دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے اور اس قبیلہ کا بہت بڑا بت تھا۔ وہاں سے کوئی شخص چڑھا دیا چڑھائے بغیر نہ گزر سکتا تھا۔ چنانچہ ان

## ﴿عقیدہ رسالت﴾

قرآن حکیم جس پاکیزہ نظام زندگی کی طرف انسانوں کو دعوت دیتا ہے اُس کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ خدائے وحدہ لا شریک کی ہستی اور اُس کی صفات کو اس طرح مانا جائے جس طرح کہ وہ ہے۔ دوسری اہم اعتقادی بنیاد یہ ہے کہ نبوت و رسالت کے پورے سلسلے کو مانا جائے۔

### رسالت کے لغوی معنی:

رسالت کا لفظ ”رسول“ سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی پیغام پہنچانے والا یا بھیجا ہوا کے ہیں۔ اس لحاظ سے ”رسالت“ کے معنی ہیں ”پیغام پہنچانا“ پیغامبری اور اللہ کا پیغام پہنچانا۔

### رسول کا اصطلاحی مفہوم:

اسلامی اصطلاح میں جو ہستی خالق سے پیغام لے کر مخلوق تک پہنچائے اُسے رسول یا نبی یا پیغمبر کہا جاتا ہے۔  
نبی کا لغوی مفہوم:

نبی کا لفظ ”نبا“ سے مشتق ہے جس کے معنی ”خبر“ کے ہیں، اسی لئے ”خدائی خبر“ دینے والے کو نبی کہا جاتا ہے۔  
نبی اور رسول میں فرق:

شریعت اسلام میں نبی اور رسول کا لفظ ایک ہی مقصد کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نبی اور رسول میں فرق ہے۔

رسول: وہ ہوتا ہے جس پر اللہ رب العزت کی طرف سے نئی کتاب نازل ہو اور وہ نئی شریعت لے کر آیا ہو۔  
نبی: وہ ہوتا کہ جو سابقہ شریعت ہی کی تبلیغ کرے اُس پر اپنی کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔



اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے اپنی مخلوق کی ہدایت کی خاطر بھیجا ہو۔ رسول کو نبی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کے معنی ہیں ”خبر دینے والا“ چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات و تعلیمات سے آگاہ کرتا ہے، اسے نبی بھی کہا جاتا ہے۔ رسول صاحب کتاب و شریعت ہوتا ہے جبکہ نبی سابقہ کتاب و شریعت کی پیروی میں آتا ہے۔

## نبوت کی ضرورت

خدا کی اطاعت کے لئے خدا کی ذات و صفات اور اس کے پسندیدہ طریقے اور آخرت کی جزا و سزا کے متعلق صحیح علم کی ضرورت ہے اور یہ علم ایسا ہونا چاہئے کہ جس پر ہمیں یقین کامل یعنی ایمان حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنے سخت امتحان میں نہیں ڈالا ہے کہ وہ خود اپنی کوشش سے یہ علم حاصل کرے بلکہ اس نے خود انسانوں ہی میں سے بعض برگزیدہ بندوں یعنی پیغمبروں کو وحی کے ذریعہ یہ علم عطا کیا اور ان کو حکم دیا کہ دوسرے بندوں تک اس علم کو پہنچا دیں۔ عام انسانوں پر اب صرف اتنی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو پہنچانیں۔ جب ان کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص حقیقت میں خدا کا سچا پیغمبر ہے تو ان کا فرض ہے کہ جو کچھ وہ تعلیم دے اس پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ حکم دے اس کو تسلیم کریں اور جس طریقے پر وہ چلے اس کی پیروی کریں۔

## انسانی زندگی کی اہم ترین ضرورت

انسانی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے صرف یہی ایک ضرورت تو نہیں ہے کہ انسانوں میں انجینئر، ریاضی دان، سائنس دان، قانون دان، سیاست کے ماہر، معاشیات کے باکمال اور مختلف پیشوں کی قابلیت رکھنے والے لوگ ہی پیدا ہوں۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور ضرورت بھی تو ہے اور وہ یہ کہ کوئی ایسا ہو جو انسان کو خدا کا راستہ بتائے۔ دوسرے لوگ تو صرف یہ بتانے والے ہیں کہ اس دنیا میں انسان کے لئے کیا ہے اور اس کو کس کس طرح برتا جا سکتا ہے مگر کوئی یہ بتانے والا بھی تو ہونا چاہئے کہ انسان خود کس کیلئے ہے؟ اور انسان کو دنیا میں یہ سب سامان کس نے دیا ہے؟ اور اس دینے والے کی مرضی کیا ہے؟ تاکہ انسان اسی کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کر کے یقینی اور دائمی کامیابی حاصل کرے۔ یہ انسان کی اصل اور سب سے بڑی ضرورت ہے اور عقل یہ ماننے سے انکار کرتی ہے کہ جس خدا نے ہماری چھوٹی سے چھوٹی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام کیا ہے اس نے ایسی اہم ضرورت کو پورا کرنے سے غفلت برتی ہوگی۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں۔

## رسولوں کا منصب

خدا نے جس طرح ایک ایک ہنر اور ایک ایک علم و فن کی خاص قابلیت رکھنے والے انسان پیدا کئے ہیں اسی طرح ایسے انسان بھی پیدا کئے ہیں جن میں خود خدا کو پہچاننے کی اعلیٰ قابلیت تھی

اس نے ان کو دین، اخلاق اور شریعت کا علم اپنے پاس سے عطا کیا اور ان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ دوسرے لوگوں کو ان چیزوں کی تعلیم دیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو ہماری زبان میں نبی یا رسول یا پیغمبر کہا جاتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ سچا اور سیدھا راستہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے خدا کا پیغمبر بتائے تو یہ بات خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہے کہ پیغمبر پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت اور پیروی کرنا تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے اور جو شخص پیغمبر کے طریقے چھوڑ کر خود اپنی عقل سے کوئی طریقہ نکالتا ہے، وہ یقیناً گمراہ ہے۔

حیرت انگیز علم کا یہ کھزانہ



## ﴿رسالت کی خصوصیات﴾

### ۱۔ انسانیت کاملہ:

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں غلو اور افراط میں بہت سی قومیں مبتلا ہوئی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ نبی انسان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو انسانوں سے بالاتر کسی اور جنس سے ہونا چاہیے اور انسانی ضرورتیں اور انسانیت کے لوازم بھی اس کے ساتھ نہ ہونے چاہیں۔ چنانچہ بہت سی قوموں نے اسی گمراہی کی بنا پر اپنے زمانے کے پیغمبروں کا انکار کیا ہے۔ قرآن کا بیان ہے کہ اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے ان کی قوم نے کہا تھا:-

”قَالُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا“ (ابراہیم۔ ۱۰)

انہوں نے کہا تم تو ہماری طرح کے انسان ہو پھر یہ خدا کے رسول کیسے ہو سکتے ہو اور خود قرآن کے لانے والے خدا کے آخری رسول ﷺ کے بارے میں ان کے منکرین نے کہا:-

”وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ“ (الفرقان۔ ۷)

(یہ کیسے رسول ہیں کہ کھاتے پیتے ہیں اور (اپنے کاموں سے) بازاروں میں بھی جاتے ہیں)۔ مگر قرآن حکیم نے اس گمراہی کی پوری صراحت و صفائی سے منہ کشی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا: ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ“ (یوسف: ۱۰۹)

(اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی آدمیوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا ہم ان ہی کی طرف اپنے احکام کی وحی کرتے تھے)۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ وحی و نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر اعتبار سے عام انسانوں کی نسبت ان کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہوتا ہے اور وہ انسانیت کاملہ کا بہتر نمونہ ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت بہر حال ناقابل تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمیشہ انسانوں کی رہنمائی کے لئے کسی انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے کسی فرشتے یا جن کو نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو بار بار حکم دیا گیا کہ اپنے بارے میں صاف صاف ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ:-

”قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحِي إِلَيَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ“ (الکہف۔ ۱۱۰)

(میں تو بس تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں) (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے)

### ۲۔ عطیہ الہی:

منصب رسالت و نبوت وہی ہے کسی نہیں! یعنی اس منصب کو کوئی انسان محض اپنی کاوش و محنت، عمدہ اعمال و اخلاق، یا عبادات و ریاضت کے نتیجے میں حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی جسمانی پرورش کے لئے سورج چاند زمین ہوا اور پانی وغیرہ اس کے کسی عمل کے نتیجے میں پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت بھی ایک ایسا انعام الہی ہے جو کسی کے عمل کے نتیجے میں نہیں ملتا۔ ارشاد الہی ہے:-



”اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ“ (الانعام: ۱۲۴)  
 (اللہ ہی بہتر جانتا ہے منصب رسالت کس کو بخشا جائے)  
 ”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“ (الحجۃ: ۴)  
 (یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا کرے)۔

### ۳۔ الہامی تعلیم:

انبیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام جو تعلیمات و احکام انسانوں کے سامنے پیش فرماتے ہیں وہ سب الہامی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ پیغمبر چونکہ ”ترجمان الہی“ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے! ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ“ (النجم: ۴)

(وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے وہ تو صرف وہ بات کہتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے)

### ۴۔ عصمت و پاکدامنی:

انبیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام معصوم عن الخطا (یعنی گناہوں سے پاک) اور پاک دامن ہوتے ہیں۔ ان کا کردار بے داغ اور اعمال و افعال شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نبیوں سے دانستہ یا نادانستہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔

### ۵۔ اطاعت و پیروی:

قرآن مجید کا یہ مطالبہ ہے کہ جتنے پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ جب بھی آئے اور جس ملک اور جس قوم میں آئے سب واجب اطاعت تھے اور ان کے حکموں پر چلنا ان لوگوں پر فرض تھا جن کی طرف وہ بھیجے گئے۔ یعنی انبیاء کرام کی اطاعت و پیروی ضروری ہوتی ہے:-

”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ“ (النساء: ۶۴)

(ہم نے ہر رسول کو اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے)۔

### ۶۔ تمام انبیاء کرام پر ایمان:

جو لوگ بلا تفریق اللہ اور اس کے سب رسولوں کو نہ مانیں بلکہ ان میں تفریق کریں۔ یعنی اللہ پر تو ایمان لائیں لیکن اس کے رسولوں کے منکر ہوں یا بعض رسولوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں تو قرآن کہتا ہے کہ:

”إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكَفِّرُ بِبَعْضٍ“

(النساء: ۱۵۰)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا یہ جزوی اقرار اور ایمان قطعاً معتبر نہیں، بلکہ جب تک یہ سب کو نہ مانیں اس وقت تک کافر ہیں اس لئے آگے



”وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ“ (النساء: ١٥٢)

رسالت محمدی ﷺ اور اس کے امتیازی اوصاف و خصائص:

“(الرعد: ۷)۔ (ہر قوم کے لئے راہنما بھیجا گیا)

ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اس وقت کی معروف دنیا کے عین وسط میں عربوں کے اندر مبعوث فرمایا۔ جو جامع تعلیم و ہدایت لے کر آپ تشریف لائے وہ ایسی کامل و مکمل ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اب یہی کافی و دانی ہے اور ہر قسم کی تحریف و ملاوٹ کے اندیشہ سے اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سے نبوت و رسالت کے اس سلسلہ کو جو ابتدائے دنیا سے چلا آ رہا تھا اب رسالت محمدی پر ختم کر دیا گیا ہے اور یہ نبی عربی ﷺ نبی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ اس مقدس سلسلے کے خاتم بھی ہیں۔

”لَا تَفْرِقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ“ (البقرة، ٢٨٥)

(ہم رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے)

لیکن اس یکسانیت کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ جو کمالات پہلے انبیاء میں علیحدہ علیحدہ پائے جاتے تھے وہ تمام تر آپ ﷺ کی ذات ہائے کات میں پائے جاتے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا واری  
آنچه خواباں همه دارند تو تنها واری



آپ کے چند امتیازات اور خصوصیات درج ذیل ہیں۔

### ۱۔ عالمگیری رسالت:

دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص قوموں میں خاص زمانوں کے لئے آئے تھے جبکہ حضرت محمد ﷺ تمام دنیائے انسانیت کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ پوری انسانی دنیا کی راہنمائی اور زندگی کے اچھے بُرے انجام سے خبردار کرنا آپ ﷺ ہی کی ذمہ ہے اور ہم نے اسی واسطے آپ کو بھیجا ہے:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلْأَلَمِينَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا“ (الہبا ۲۸)

(اور ہم نے آپ کو تمام نسل کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے)

### ۲۔ پہلے انبیاء کرام کی شریعتوں کی منسوخی:

حضور اقدس ﷺ کے ذریعہ سے ایسی ہدایات اور ایسے ضوابط نازل کئے گئے جو ہر حیثیت سے کامل و مکمل تھے اور کسی تغیر و تبدل کے محتاج نہ تھے۔ چنانچہ آپ کی شریعت کاملہ آجانے کے بعد انبیاء سابقین کی گذشتہ شریعتیں خود بخود منسوخ ہو گئیں۔ تمام انبیاء کرام کی تعلیمات و ہدایت کا نچوڑ آپ کی شریعت میں موجود ہے۔ اس لئے جو بھی کوئی آپ کو چھوڑ کر کسی پہلے نبی کی پیروی کرے گا نہ صرف یہ کہ وہ راہ ہدایت و سلامتی سے اور آپ ﷺ پر نازل شدہ بھلائیوں سے محروم رہے گا بلکہ وہ قطعاً اور یقیناً کافر ہی ہوگا۔

### ۳۔ اکمال دین اور اتمام نعمت:

حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی پر اللہ کا دین عالی ترقی کی تمام منزلیں طے کر کے تکمیل و اتمام کی آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ اب اس میں مزید کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دین اب صبح قیامت تک آنے والی کل انسانیت کے لئے کفایت کرے گا اس لئے کسی دوسرے دین کی اب ضرورت نہیں رہی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“ (المائدہ-۳)

(آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت بھی میں نے تم پر پوری کر دی ہے اور اسلام کو میں نے تمہارے لئے بطور دین پسند کر لیا ہے)

### ۴۔ حفاظت کتاب سنت:

انبیاء سابقین پر نازل ہونے والی کتابوں کی منسوخی چونکہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ہاں طے تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا کوئی ذمہ نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی کتابوں کو انسانوں نے اپنی غفلت سے گم اور شرارتوں سے مسخ کر ڈالا۔ اسی لئے آج وہ کتابیں اپنی اصل حالت میں ناپید ہیں۔ قرآن مجید کو چونکہ قیامت تک باقی رہنا تھا اس لئے اس الہامی کتاب کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اسی لئے روزِ اول سے آج تک اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے۔ ارشاد الہی ہے:-



”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ (الحجر-۹)

(بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔)

حدیث و سنت چونکہ قرآن پاک کی شرح و تفسیر ہے جو قیامت تک لوگوں کی ہدایت کا سامان ہے۔ اس لئے رب العزت نے حفاظت قرآن کی طرح سنت نبوی کی حفاظت کا انتظام بھی کیا۔ یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی امت ایسی نہیں ہے جس نے اپنے پیشوا اور مقتدا کی سیرت کا ایک ایک گوشہ پوری صحت و سند کے ساتھ محفوظ کر لیا ہو جبکہ یہ صرف اس امت محمدیہ کا امتیاز ہے کہ اس کو اپنے رسول ﷺ کے ایک ایک کلمہ اور ایک ایک ادا اور نقل و حرکت کو کامل صحت اور سند کے ساتھ جمع کرنے کی توفیق بخش دی گئی۔

## ۵۔ جامع اور دائمی تعلیمات:

آپ چونکہ پوری انسانیت کے لئے رہبر کامل بن کر تشریف لائے ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کی تعلیمات قیامت تک لوگوں کی ہدایت کا موجب، ہر دور، اور ہر شعبہ زندگی کے لئے روشنی اور ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ قرآن حکیم کو ”هُدًى لِّلنَّاسِ“ (البقرہ-۱۸۵) ”(لوگوں کے لئے ہدایت کہا گیا ہے)“ اس لئے آپ ﷺ کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت اور دوام ہے کہ قیامت تک کے انسان، خواہ کسی بھی قوم اور کسی بھی زمانے سے تعلق رکھتے ہوں ان تعلیمات سے رہبری حاصل کر سکتے ہیں۔

## ۶۔ زندگی کے ہر پہلو پر محیط:

(حضور اقدس ﷺ نے حیات انسانی کے ہر گوشے، ہر شعبے اور ہر پہلو پر مکمل ہدایت اور مبارک مثالی اعمال کے ذریعے ہمیں ہدایت و سلامتی والا سیدھا سچا، روشن اور بہترین راستہ بتایا ہے۔ صرف بتایا ہی نہیں بلکہ خود بنفس نفیس ان پر عمل کر کے اور اپنی مبارک زندگی میں نافذ کر کے دکھایا ہے۔)

بچوں اور حالات کی ناسازگاری کے شکار حضرات کے لئے آمنہ کے لال اور درہمیت حضرت محمد ﷺ کے بچپن میں تسلی اور اطمینان کا سامان ہے۔ نوجوانوں کے لئے آنحضور ﷺ کی حیاداری اور عفت میں نمونہ عمل ہے جو کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ تاجروں کے لئے مکہ معظمہ کے اس تاجر کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے جس کے تجارتی لین دین کی سچائی اور معاملے کی صفائی کا شہرہ ملک شام تک ہے۔ اسی طرح اگر تم حکمران ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر استاد ہو تو صفہ کی یونیورسٹی کے معلم اقدس پر نظر کرو۔ اگر طالب علم اور شاگرد ہو تو جبرائیل روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر ڈالو۔ اگر واعظ و ناصح ہو تو مسجد مدینہ منورہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی گفتار کو سنو، اگر تم شوہر ہو تو حضرت خدیجہ و عائشہ کے مقدس شوہر کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرو۔ مزدور اور محنت کش طبقہ سے تعلق ہے تو مسجد نبوی کے معمار اوّل کو دیکھئے جنہوں نے ”محنت میں عظمت ہے“ کا عملی پیغام دیا۔ غرض یہ کہ طبقہ انسانی کے ہر طالب اور حق کے متلاشی کے لئے زندگی کے ہر گوشہ میں حضور اکرم ﷺ کی حیات پاک ہدایت کامل کا نمونہ اور فلاح و نجات کا ذریعہ ہے:-

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ (الاحزاب-۲۱)

(بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے)



## ۷۔ کامیاب ترین شخصیت:

دنیا کے تمام علماء مورخین کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ آپ دنیا کے کامیاب ترین مصلح اعظم تھے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں لفظ ”قرآن“ کی بحث کے نیچے یہ اعتراف موجود ہے کہ ”دنیا کی تمام مذہبی شخصیتوں میں سب سے زیادہ کامیاب حضرت محمد ﷺ ہیں۔“

## ۸۔ مکمل اور مفصل حالات زندگی:

انبیاء سابقین کے صحیح حالات و واقعات اور ان کی زندگی کے عملی گوشے صحیح اور مستند ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بہت سے پہلو پردہ تاریکی میں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں موجودہ تورات جو کچھ بتاتی ہے وہ ان کی بعثت سے سینکڑوں برس بعد لکھا گیا۔ لیکن ہمارے آقا و سردار جناب رسول اللہ ﷺ ہی دنیائے انسانیت کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کی حیات پاک کا ایک ایک لمحہ اور سیرت طیبہ کا ایک ایک گوشہ احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔

## ۹۔ عطائے خیر کثیر حوض کوثر:

آپ ﷺ کا امتیازی نشان ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی گئی ہے۔  
”إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“ (الکوثر۔ ۱) (ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے)

مندرجہ ذیل نعمتیں لفظ کوثر کے مفہوم میں داخل ہیں۔

- ۱۔ دنیا و آخرت کی بھلائی۔
- ۲۔ ایسی کامل نبوت، جامع ہدایت اور ریاضت عامہ جو پہلے کسی اور کو نہ دی گئی ہو۔
- ۳۔ کثرتِ امت۔
- ۴۔ قرآن مجید۔
- ۵۔ دین اسلام کی بقا و ترقی،
- ۶۔ اخلاق حمیدہ جس میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں۔
- ۷۔ جنت کا حوض یا ایک عالی شان نہر جس پر آپ ﷺ کی امت پانی پئے گی اُس کے پانی کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ اس کے پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔
- ۸۔ جنت کے درجات عالیہ۔

## ﴿مذاہب عالم میں عقیدہ رسالت﴾

دنیا کے تمام الہامی وغیرہ الہامی مذاہب میں قریب قریب ہر مذہب میں خدا ترس اور اعلیٰ ہستیوں کا تصور پایا جاتا ہے۔ لیکن مختلف مذاہب میں ان کا تصور افراط و تفریط کا شکار ہو چکا ہے۔ بعض مذاہب مثلاً ہندومت اور یہودیت میں ان کا تصور عام انسانوں سے بھی گرا ہوا ہے۔ جبکہ عیسائیت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ باقی انبیاء کرام کے متعلق عقیدہ سخت حقارت اور گستاخی پر مبنی ہے۔ بدھ مت کا تصور رسالت غیر واضح اور غیر معین ہے۔ زرتشت کے ہاں اگرچہ رسولوں کا نام اور تصور موجود ہے لیکن نامکمل اور مبہم ہے۔ عصر حاضر میں اسلام ایک ایسا محفوظ اور مکمل ضابطہ حیات ہے کہ جس میں اس بنیادی عقیدہ اور نظریہ کو توازن